خیابان بہار ۲۰۲۴

ناول "ادھ ادھورے لوگ" کے نسوانی کرداروں کا نفسیاتی تجزیہ

طاہرہ خانم، پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ اردو، دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاول پور
ڈاکٹر سجاد نعیم، اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، ایمرسن یونیورسٹی، ملتان

ABSTRACT

In this Article Muhammad Hafeez Khan's novel "Adh Adhore Log" The psychological, Social confusions, complications and the effects of psychology, respect for parents, distance from religion, political pressure, social connection, impression of moral values, spread in the society. Immoral values, customs, superstitions, problems of marriage and the problems of psychological women faced in culture and efforts to solve them, mental attitudes, relationship between husband and wife, hatred, social pressure, political background and psychology are highlighted.

Keyword:: Psychology, Feminine, Muhammad Hafeez Khan, Woman, Love, Hate, Ritual, Custom, Superstition, Social.

خلاصہ:

اس مضمون میں محمد حفیظ خان کے ناول "ادھ ادھورے لوگ" کا نفسیاتی، سماجی الجھنوں، پیچیدگیوں اور ان سے پیدا ہونے والی نفسیات کے اثرات، والدین کا احترام، مذہب سے دوری، سیاسی دباؤ، سماجی رابطہ، اخلاقی اقدار کا تاثر، معاشرے میں پھیلی ہوئی غیر اخلاقی اقدار، رسوم ورواج، توہمات، شادی بیاہ کے مسائل اور ثقافت میں درپیش نفسیاتی خواتین کے مسائل اور ان کے حل کے لیے کی جانے والی کوشش، ذہنی رویے، میاں بیوی کے درمیان تعلقات، نفرت، سماجی دباؤ، سیاسی پس منظر اور نفسیات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

کلیدی الفاظ: نفسیات، نسوانی، محمد حفیظ خان، عورت، محبت، نفرت، رسم، رواج، توہم پرستی، سماجی۔

محمد حفیظ خان ۱۳ اکتوبر ۱۹۵۶ احمد پور شرقیہ بہاولپور کے محلہ باکھری میں میں پیدا ہوئے ان کا اصل نام حفیظ اللہ خان ہے جو ان کے والد نے رکھا۔ ابتدائی تعلیم تحصیل احمد پور شرقیہ پرائمری سکول سے حاصل کی پھر میٹرک میں

گورنمنٹ صادق عباس ہائی سکول سے امتیازی نمبروں سے کامیابی حاصل کی اور (گورنمنٹ انٹر کالج) موجودہ گریجویٹ کالج بہاولپور سے انٹر کیا انٹر کے بعد گورنمنٹ کا ایس ای کالج سے گریجویشن کی ڈگری لی اس کے بعد بہاؤ الدین زکریا یونیورسٹی سے ایل ایل بی کی ڈگری حاصل کی اپنی تعلیم کے دوران ہی ادبی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ ایل ایل بی کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد سپریئر یونیورسٹی لاہور سے ایل۔ ایل۔ ایم کی ڈگری حاصل کی اس کے بعد سی۔ ایس۔ ایس کا امتحان امتیازی نمبروں سے پاس کیا اور محکمہ ڈاک میں بطور آڈٹ آفیسر کے عہدے پر تعینات ہوئے پبلک سروس کمیشن میں ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر تعنیات ہوئے۔ اس کے بعد سول جج کا امتحان پاس کیا اور ریڈیو پاکستان میں بطور پروڈیوسر بھی خدمات سر انجام دیتے رہے۔ ایک نامور ادبی نقاد، ناول نگار، ڈرامہ نگار، افسانہ نگار اور مورخ ہیں۔ انہوں نے پہلا ناول "ادھ ادھورے لوگ" بہاولپور کے پس منظر میں لکھا جس میں تقسیم پاک ہند کے واقعات، ہجرت کے مسائل اور بہاولپور کو صوبہ بنانے کے لیے ون یونٹ تحریک کا قیام اور اس کے خلاف سازشوں کا ذکر کیا ہے۔ موجود تہذیب کا عکس، جنسی، نفسیاتی، معاشرتی مسائل اور ان کی اہمیت گہرے مشاہدہ اس ناول کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ جنسی اور نفسیاتی مسائل کو انہوں نے ناول کے نسوانی کرداروں میں اس خوبی سے سمویا ہے کہ ان کے لاشعور کی باتیں ان کے کرداروں میں واضح نظر آتی ہیں۔ اس ناول کے متعلق ڈاکٹر سلیم اختر لکھتے ہیں۔

> "انسانی زندگی کا مطالعہ کرنے سے انسان میں کوئی نہ کوئی عجب انوکھی خصوصیات نظر آتی ہے علاوہ ازیں بعض نفسیاتی پیچیدگیاں اور الجھی کیفیات اسے کچھ کا کچھ بنا دیتی ہیں کہانی کار کے لیے ایسے پیچیدہ کرداروں کی کامیاب تخلیق بہت مشکل کام ہے ایسے کردار اس کے تخلیقی شعور اور فنی پختگی کے لیے سب سے بڑے چیلنج کی حیثیت رکھتے ہیں"۔(۱)

ادب اور نفسیات کا گہرا تعلق ہے ادب کا تعلق انسانی زندگی کے اتار چڑھاؤ سے ہے جبکہ نفسیات کا تعلق انسانی کردار روح ذہن کے متعلق سے ہے نفسیات رویوں اور شعوری عمل کے علم کا نام ہے۔ نفسیات انسان کے رویے یا برتاؤ کا علم ہے جدید نفسیات کا تعلق انسانی شخصیت کے ذہنی تجربات سے ہے جس کا وہ مختلف پہلوؤں کو مد نظر رکھ کر اس کے کردار کا تجزیہ کرتی ہے۔ ناول میں کرداروں کی اہمیت مسلم ہے ہر کردار کا اندازہ سلیقہ، چال چلن، گفتگو، جذبات و احساسات کا اظہار اس کے نفسیاتی عوامل اس کہانی کے گرد گھومتے ہیں ہے جو جو ناول میں موجود ہوتے ہیں کہانی میں واقعہ کا وقوع پذیر ہونا اس کے اخلاقی اور ذہنی رجحانات و میلانات کے مطابق ہوتا ہے جس سے اس کا رویہ جنم لیتا ہے اور اس

رویے سے اس کے کردار کا تجزیہ کیا جاتا ہے کردار کی مضبوطی اور توانائی سے جو وہ کام کرتا ہے اسے نفسیاتی عمل کہتے ہیں۔اسی نفسیاتی عمل سے انسان کے اعمال وافعال میں تبدیلیاں واضح نظر آتیں ہیں جس سے ان کے ذہنی میلانات ورجحانات کا پتہ چلتا ہے۔ناول چونکہ معاشرتی اور سماجی الجھنوں کی عکس بندی کرتا ہے اور اس کے کردار معاشرے کے مختلف نفسیاتی مسائل سے نبرد آزمارہتے ہیں جس کے اثرات مختلف بیماریوں، جرائم، ظلم وزیادتی،معاشرے میں انتشار ،احساس کمتری ،بے سکونی اور غربت کی صورت میں نکلتے ہیں جس کا فوری سد باب کرنا چاہیے۔نفسیاتی مسائل اجتماعی اورانفرادی خاندانی ہوتے ہیں۔انسانی عمل میں کارکردگی کی کمی،روابط میں رکاوٹیں،خودکشی کی کوشش اور خوف یہ سب اثرات ناول کے کرداروں میں موجودہیں۔اس ضمن میں دیواندراسر لکھتے ہیں۔

> "ادب اور نفسیات کے باہمی رشتے کوواضح کرنے کے لیے گوناں گو نظریات کے مطالعے اور تجزیے کی ضرورت آج کئی گنا بڑھ گئی ہے ادبی مسائل پر بحث کے دوران میں سماجی،سیاسی،معاشی،سائنسی،فلسفیانہ،مذہبی اوراخلاقی نکات اٹھائے جاتے ہیں لیکن اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ جب بھی ادیب کی شخصیت اور اس کے تخلیقی عمل پر بحث ہوگی نفسیات کا ذکر ناگزیر ہوگا انسان کا ہر شعوری عمل بنیادی طور پر اس کے ذہن سے وابستہ ہے چنانچہ اس کے تخلیقی عمل کو سمجھنے کے لیے اس کی ذاتی ذہنی ساخت اور اس کے ذہنی عمل کا مطالعہ ضروری ہے علم نفسیات کے ذریعے ہم ادیب کا مطالعہ اس کی انفرادی اور مثالی حیثیت کا تعین کرنے کے بعد اس کے تخلیقی عمل کے سرچشمے کا راز پا سکتے ہیں"۔(۲)

ادب پر فرائیڈ کالاشعور کا نظریہ ژونگ کا اجتماعی لاشعور کا نظریہ اور ایڈلر کا احساس کمتری کا نظریہ شدت سے اثر اندوز ہوئے

ہیں۔ اسی طرح ہم کرداری نظریے Behaviourist کے ذریعے انسانی شخصیت کے بیرونی افعال کا مطالعہ کرتے ہیں اور اس کے اعمال و افعال کا تعلق اس کے خاندانی،سماجی اور سیاسی حالات سے بھی ہوتا ہے جس سے ہم انسانی شخصیات کا خارجی مطالعہ کرتے ہیں وہ لوگ جو حالات کو کنٹرول نہیں کرسکتے انہیں نفسیاتی الجھنوں اور بیماریوں کا سامنا کرنا

پڑتا ہے جیسے دباؤ، اضطراب، خود انکاری یا خود مذاقی، انگزائٹی میں گھبراہٹ، بے چینی، نیند کا نہ آنا، بھوک نہ لگنا اداسی اور جسمانی بے چینی وغیرہ شامل ہیں۔

سیگمنٹ فرائڈ کا تحلیل نفسی کا نظریہ ہے کہ جس میں انسانی افعال کا تعلق اس کی لاشعوری سوچ میں پوشیدہ ہے جو اس کی پیدائش سے لے کر کچھ سالوں تک پیدا ہونے والے جذبات واحساسات کا باعث بنتے ہیں جس سے وہ خود بھی لاعلم ہوتا ہے اور پھر بعد میں یہی لاشعوری جذبات واحساسات اور افعال و سوچ اس کے آنے والی زندگی پر اثرانداز ہوتے ہیں اور ان لاشعوری محرکات سے ہم انسانی شخصیت کی داخلی کیفیت کا تجزیہ کرتے ہیں۔"ادھ ادھورے لوگ" ناول محمد حفیظ خان کا اردو فکشن کی تاریخ میں وہ ناول ہے جس کا نام بھی اس کے کرداروں کی ادھوری خواہشات سے منسلک ہے یہ ناول حفیظ خان کی بہترین قوت مشاہدہ خوبصورت الفاظ اور قادرالکلامی کا ثبوت ہے۔ منشایاد لکھتے ہیں۔

> "حفیظ خان ایک راست فکر اور حقیقت پسند کہانی کار ہیں اور ایک ایسے حقیقت نگار ہیں جو مشاہدے اور تجربے کو کس طرح کی ملاوٹ کے بغیر پوری سچائی اور جرات کے ساتھ پیش کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں"۔(۳)

ناول میں محمد حفیظ خان نے معاشرتی جبر عورتوں کے مسائل اور اس سے پیدا ہونے والے اثرات اور ون یونٹ کے قیام اور عوام کا ردعمل اور احتجاج شامل ہے۔ ون یونٹ کا قیام تاریخ میں ایسا سیاہ باب تھا جس نے بہاولپور کے مکینوں کے لئے سماجی، معاشرتی اور نفسیاتی مسائل پیدا کیے۔ کسی ماحول کا تعلق وہاں کے بسنے والے انسانوں پر لازمی اثرانداز ہوتا ہے پھر ایسا ماحول جس میں معاشرہ مردوں کا ہو وہاں عورتوں کے حقوق کی پامالی کی مثالیں عام ملتی ہیں۔ اس ناول میں موجود نسوانی کرداروں کا نفسیات سے گہرا تعلق ہے۔ محمد حفیظ خان نے عورت کی نفسیات کو جس طرح کھول کر بیان کیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہیں۔ ادھوری عورت ناول کے ہر نسوانی کردار میں موجود ہے۔ وہ ادھوری عورت جس کی ادھوری خواہشات نے اس کے وجود کو بھی نامکمل کر دیا اور خود کو مکمل کرنے کی چاہت میں وہ اپنی پہچان ہی بھول گئی کبھی مذہب کی آڑ میں اسے قربان کیا گیا اور کبھی سیاست کے بے وفا کھیل میں اس کی وفا کی قیمت لگائی گی ماں، بیٹی، بہن اور بیوی کے روپ میں اس کے حقوق کی پامالی کی حقیقت کو محمد حفیظ خان نے گہرائی سے بیان کیا ہے۔ معاشرے کا دباؤ کس طرح گھروں اور لوگوں کے ذہن کو تباہ کرتا ہے اور اس سے پیدا ہونے والے اثرات معاشرے میں کیسے مرتب ہوتے ہیں۔ اس ماحول میں جہاں

مر دوں کے ذہنوں پر سماجی دباؤ کے زیر اثر مختلف نفسیاتی الجھنیں پیدا ہوتی ہیں وہاں عورتوں پر یہ سماجی دباؤ مختلف نفسیاتی بیماریوں کی صورت میں نمایاں ہوتا ہے اور تعلیم سے دوری اور مناسب رہنمائی نہ ملنے کی وجہ سے خاص طور پر دیہی علاقوں میں عورتوں کی حالت مخدوش ہے۔ پیروں فقیروں کے چکر میں عورتیں اپنی عزت اور جان تک گنوا دیتی ہیں مختلف ٹونے ٹوٹکے اور توہم پرستی کا شکار ہو جاتی ہیں۔

ڈاکٹر عصمت درانی لکھتی ہیں۔

> "محمد حفیظ خان فطرت و نفسیات اور بالخصوص نسوانی نفسیات کے گوڑھے رمز شناس جو ان پہلوؤں کا بھی ادراک رکھتے ہیں جہاں تک اپنے شعور کی رسائی بھی نہ ہو۔ ادھ ادھورے لوگ کی تلسی ہو رادھی ہو سلمی ہو یا مہراں ہو اس کا بہترین ثبوت ہے"۔(۴)

محمد حفیظ خان نے عورت کی نفسیات کو گہرائی سے بیان کیا ہے کہ اس ناول میں موجود ہر نسوانی کردار کی نفسیات اس کا سماجی پس منظر حاوی و غالب ہے نسوانی کرداروں نے اپنے مکالموں اور طور طریقوں کے ذریعے عورت کی نفسیات کے پہلوؤں کو اجاگر کیا ہے۔ جسے ناول کے حالات وواقعات کی بہتر تفہیم ملتی ہے۔ ناول سے اقتباس ملاحظہ ہے۔

> "فیاض کے رویے نے مہراں کو جذباتی لحاظ سے توڑ پھوڑ کے رکھ دیا تھا اسے اندازہ ہی نہیں تھا کہ مردوں کی دنیا میں عورت کے ساتھ اس طرح کا سلوک بھی ہو سکتا ہے اسے وادھو اور فیاض دونوں میں کوئی فرق محسوس نہیں ہو رہا تھا عورت کو ٹھوکروں میں رکھ کر اس کی تذلیل کرنے کے معاملے میں دونوں کا برتاؤ ایک زیادہ تھا وہ سوچتی اور روتی تھی کہ عورت کے پاس محض عورت ہونے کے مان کے علاوہ اور ہوتا ہی کیا ہے مگر ان دونوں مردوں نے اس کی عورت ہونے کو ہی خوار کر کے رکھ دیا تھا سیدھی چوٹ اس کی نسوانیت کے مان اور پہچان پر تھی"۔(۵)

معاشرتی دباؤ سب سے پہلے عورت پر اثر انداز کرتا ہے اپنی بقا کی جنگ میں اپنی خواہشات کی قربانی کے ساتھ ساتھ اپنی محبت اور والدین کی عزت دونوں کی قربانی دیتی ہے۔ اس حوالے سے اقتباس دیکھیئے۔

"والدین کو دیکھ کر تلسی اٹھ بیٹھی تو بالکل ہی پیلی زرد ،بدن میں جان نہ کسی جانب دھیان۔ حکیم صاحب سمجھ گئے کہ بیٹی کو ماں باپ کے گھر سے بچھڑنے کا احساس اب ہو رہا ہے جب کہ رادھی جانتی تھی کہ ہر عورت کو رخصتی کے وقت سبھی خواب ٹوٹتے ہوئے محسوس ہونے لگتے ہیں جن کی من پسند تعبیر دیکھنے کی خاطر انہوں نے زندگی کو داؤ پر لگا رکھا ہوتا ہے۔ویسے خواب تو نہ کسی کو بتائے جاتے ہیں اور نہ ہی ان کے آدھے ادھورے رہ جانے کا دکھ کسی سے سانجھا کیا جاسکتا ہے تھی اس طرح عورت کی شادی کے بعد پوری کی زندگی اس دکھ میں سے نکلنے کی کوشش میں گزرتی ہے مگر نکل نہیں سکتی"۔(٦)

نفسیاتی دباؤ کا اثر اس کی پوری زندگی پر حاوی ہو جاتا ہے اس کی خواہشات خاک ہو جاتی ہیں جس کا نوحہ وہ تمام عمر کرتی رہتی ہے۔ناول کے نسوانی کردار ادھوری عورت کی کہانی بیان کرتے ہیں چاہے وہ تلسی ہو جس کی محبت میں مذہب حائل تھا اور محبت کے طاقت ور جذبے کے آگے بے بس ہو کر وہ اپنا جسم دل فیاض کو دیتی ہے مہراں جس کا اپنا شوہر نامرد مگر معاشرے کی بنائی ہوئی زنجیروں کو توڑنے کے بجائے اپنے نامرد شوہر کو مرد ثابت کرنے کے لیے فیاض کے سامنے اپنی عزت کا آنچل پھیلاتی ہے اور اس کے انکار پر پیروں فقیروں کے آستانے پر اولاد کی خاطر اپنی عزت گنواتی ہے یا رادھی ہے جو اپنے شوہر کے ہوتے ہوئے بھی اپنے بہنوئی کے ساتھ تعلق استوار کرتی ہے بیگم سلمٰی بدردین جو کہ دولت اور سیاست کے پردے میں شریف اور بے ضرر لڑکوں کو اپنی سیاست کی آڑ میں اپنے جنسی مقاصد کے لیے استعمال کرتی ہے ناول سے اقتباس ملاحظہ ہے۔

"شروع شروع میں اس کا خیال تھا کہ بیگم سلمی بدردین اسے کسی غرض سبب گھر لے آئی ہے مگر جب ہمہ قسم عیش و آرام بہم پہنچانے کے باوجود کئی مہینوں تک اس نے فیاض کی طرف توجہ ہی نہ کی تو یقینا اسے اپنے ہونے کا احساس بھی ہوا اور اسے اس طور رد کیے جانے کی ذلت کا رنج بھی۔ مگر جب اسے خود بیگم صاحبہ نے بلا بھیجا تو وہ حیران بھی ہوا اور خوش گمان بھی کہ اس کا وجود ایک بار پھر تسلیم کیا جا رہا تھا۔لیکن جس طرح سلمی بی بی نے اسے اپنے مفاد کے لیے پہلے اسے رجھانے اور پھر کھڑ کانے کی کوشش کی،اس نے اس فیاض کے روبرو کوڑی کنکھ کا بھی رہنے نہ دیا کہاں بیگم سلمی بدردین کی پھنے خانی اور

کہاں ایک عورت کا اپنے مفاد کے لیے اپنے آپ کو پیش کرنے کی پہلی سیڑھی پر قدم دھرتے ہوئے اکڑ دکھانے کے ناکام کوشش۔فیاض کو یوں لگا کہ ایک اور مہراں ایک اور تلسی روپ بدل کر اس کے سامنے آکھڑی ہوئی ہیں۔ مگر اس کے بعد باوجود وہ دونوں اپنے رویوں میں بیگم سلمی بدر الدین سے برتر تھیں وہ ہر طرح سے اپنے آپ کی نفی کرتے ہوئے اس کے قرب میں آئی تھیں: مکمل اطاعت اور سبھی ہتھیار پھینک کر مگر یہ کیسی عورت تھی جو اسے استعمال تو کرنا چاہتی تھی مگر اس کی گردن پر پاؤں دھرتے ہوئے"۔(۷)

ناول کا اہم کردار تلسی ہے حکیم رام لعل کی اکلوتی بیٹی جس کی بیس اکیس سال عمر ہے جو پہلی نظر میں فیاض کو دل دے بیٹھتی ہے فیاض کی محبت میں دھڑکتا ہوا دل اس کے نوخیز جذبوں کی امنگوں اور اس کی خوبصورتی کا خراج حاصل کرنے کے لیے مچل اٹھتا وہ فیاض کا موازنہ اپنے خالہ زاد منگیتر سے کرتی ہے جو کسی بھی حوالے سے اس کی خوبصورتی کے لائق نہ تھا مگر وہ خود ہندو خاندان سے تعلق رکھنے کی وجہ سے ایک مسلمان لڑکے سے شادی اور محبت نہ کر سکتی تھی معاشرتی جبر نے اسے اس موڑ پر لا کر کھڑا کر دیا کہ اگر وہ اپنی محبت کی قربانی دیتی تو والدین کی عزت سامنے آجاتی حالات کو اپنے خلاف دیکھ اس کا دل چاہتا کہ وہ خود کو ختم کر دے اس ذہنی دباؤ میں اسے ایک ہی راستہ نظر آیا جہاں وہ چوری چھپے اپنی خواہش کی تکمیل کر سکتی تھی وہ شادی سے ایک دن پہلے اپنا جسم فیاض کو دینے پر مجبور ہو گئی تلسی کا کردار نفسیاتی اعتبار سے دیکھا جائے تو اپنی خواہشات کو معاشرے کی نظروں والدین کی عزت مذہب کے فرق کے خوف سے Major depression disorder ذہنی دباو اداسی بار بار رونا بھوک نہ لگنا نیند نہ آنا بے بسی ناامیدی غصہ یہاں تک کہ خودکشی کی طرف خیال شامل ہے خودکشی کی کیفیت جسے نفسیاتی رو سے موت کی روDeath driveکا نام دیا جاتا ہے۔ تلسی اس دباو کا شکار ہوتی ہے۔ناول سے اقتباس ملاحظہ ہے۔

"ہمارے وسیب کی دوشیزائیں بھی کیسا نصیب لے کر آنکھ کھولتی ہیں جہاں شعور کی پہلی دید کے ساتھ اپنی زندگی آپ جینے کے بجائے ایک ایسا جونک ہونے کا یقین دلایا جاتا ہے جس کا مقدر ایک مرد کے وجود کے ساتھ جڑے رہنے کے سوا کچھ بھی نہیں ہے جو اگر جونک سیانی ہو تو چمٹی رہے گی خون چوستی رہے گی اور اگر اپنے پاؤں پر قائم رہنے کی دھج

بنائے گی اکڑ دکھائے گی تو اکھیڑ پھینک دی جائے گی لحظہ لحظہ مرنے کے لیے اسی طرح اس کا اپنا وجود ہی اس کا بوجھ اٹھانے سے انکاری ہو جاتا ہے"۔(۸)

اس حوالے سے ممتاز شریں لکھتی ہے۔

"فطرتی جبلتوں کو جب بندشوں سے روکا جاتا ہے اور وہ بندشوں توڑ کر باہر نکل آتی ہے تو جنسی زندگی میں افراتفری اور بے راہ روی ہی پیدا ہو سکتی ہے اخلاقی بندشوں سے انسان کو گناہ سے بچانے کے بجائے گناہ کی پستیوں میں دھکیل دیا جاتا ہے"۔(۹)

ناول کا دوسرا کردار مہراں جو شادی شدہ ہونے کے باوجود اپنے نامرد شوہر کے ساتھ زندگی گزارنے پر مجبور ہے وہ مرد جو معاشرے میں نام تو دے دیتے ہیں مگر اپنی انا اور مردانگی کو عورت کی مار پیٹ اور تذلیل سے اونچا رکھتے ہیں اس گھٹن زدہ ماحول اور اولاد کی خواہش معاشرے کی سوالیہ نگاہیں اسے سب کے سامنے نامکمل عورت کا احساس دلاتے وہ معاشرے کے لوگوں کو بتاتی کہ اس کے نام نہاد شوہر نے اسے چھوا تک نہیں کیونکہ وہ نامرد ہے مگر اگر وہ زبان کھولتی تو پھر معاشرے میں بے حیا اور بد چلن کہلاتی۔ دن رات کے اس دباؤ بھرے ماحول میں اس کی ساس نے اسے فیاض کے سامنے اولاد کے لیے گڑ گڑانے کا مشورہ دیا اور فیاض کے انکار پر اس کے نسوانی جذبات کی تذلیل اسے توڑ کر رکھ دیتی ہے۔ ناول سے اقتباس دیکھیے۔

"یہ عورت کے لیے اپنا آپ اپنا جسم اپنا مان کسی مرد کے حوالے کرنا اعتبار کی انتہا ہوتی ہے یہ کیسے مرد ہیں کہ جنہوں نے اس اعتبار کو ریزہ ریزہ کر دیا ہے پہلے تو اس کے والدین نے اسے وادھو کے حوالے کر دیا ہے یہ جانے بغیر کہ وہ عورت کے لائق ہے بھی یا نہیں اس نے ہر بار عورت ہونے کی بے حرمتی تو کی ہو گی اس کے اندر احساس کمتری کا احساس اتنا بڑھا دیا کہ اسے اپنے جسم سے ہی نفرت ہو گئی اتنی نفرت اس کا جسم کسی مرد کے اندر کا مرد جگانے سے عاری ہو گیا ہے یہ ایک ایسا مرحلہ تھا جو اس کی سمجھ بوجھ بھی غرقابی میں آ گئی کچھ طے نہ ہو رہا تھا کہ وادھو نامرد ہے یا وہ خود نا عورت"۔(۱۰)

مہراں کا کردار نفسیاتی طور پر Conversion disorder (متبادل راستہ اختیار کرنے والے) جیسی نفسیاتی الجھنوں اور بیماری کا شکار تھی۔ شادی کے بعد ہر عورت کی طرح اس کے دل میں بھی ماں بننے کی چاہت موجود تھی مگر جب

اسے پتہ چلتا ہے کہ اس کا شوہر نامرد ہوتے ہوئے بھی اس کو بانجھ ہونے کے طعنے دیتا ہے اور مار تا پیٹتا ہے تو اس حالات کو برداشت کرتے کرتے ایک دن اپنے شوہر کی مارپیٹ کے جواب میں اس پر حملہ کر دیتی ہے اور جس کا نتیجہ کچھ یوں نکلتا ہے کہ اس کا شوہر اور اس کی ساس اسے جن کا سایہ کا اثر قرار دے دیتے ہیں۔ شروع میں اپنے شوہر کی توجہ حاصل کرنے کے لیے وہ کوشش کرتی ہے مگر روز کی مارپیٹ اور الزام سے تنگ آکر اولاد کی خاطر فیاض سے جسمانی تعلقات رکھنے کی کوشش کرتی ہے اور جب فیاض سے بھی انکار ہونے پر غم وغصے کی حالت میں پیروں فقیروں سے رابطہ کرتی ہے اور اولاد کی خاطر اپنے آپ کو جعلی پیر کے حوالے کر دیتی ہے وہ سماجی دباؤ کو قبول نہیں کر پاتی اضطراب، بے چینی، بے بسی ا، داسی کی کیفیات بدل کر خود کو ختم کرنے اور شوہر کی جان لینے کی خواہش میں تبدیل ہو گئی تھیں۔ سیگمنٹ فرائیڈ لکھتے ہیں۔

> "انسانوں کی ایک بڑی تعداد تہذیب وتمدن سے غیر مطمئن ہے ایسے لوگ یا تو تمدن کو بدلنے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں یا پھر اس سے متنفر ہوتے ہیں کہ اس کی پرواہ کیے بغیر اس کا ہر ضابطہ کو توڑ دینے سے گریز نہیں کرتے وہ اپنی جبلی تقاضوں کی آزادانہ تسکین کرتے ہیں"۔(۱۱)

تلسی کی ماں کا کردار رادھی کا کردار جو اپنے شوہر کے ہوتے ہوئے اپنی ہی بہن کے شوہر سے ناجائز تعلقات رکھتی ہے رادھی کو اپنے شوہر میں کوئی دلچسپی نہیں ہوتی سوائے اس کے کہ وہ اس کے بچوں کا باپ ہے بلکہ حکیم رام لعل کو مطب سے واپسی پر وہ آگ بگولہ ہی ملتی مگر جب اس کا بہنوئی سوڈھی مل گھر میں آتا تو وہ خوش اخلاقی کے تمام ریکارڈ توڑ دیتی اس تمام عوامل میں رادھی کا کردار نفسیاتی طور رادھی ایسی عورت ہے جو کہ اپنی جنسی مقاصد کے لیے اپنے بہنوئی کے ساتھ ناجائز تعلقات رکھتی ہے اور اس کام میں اپنی بیٹی تلسی کو اس کی بہو بنا کر شامل کرتی ہے رادھی کی جوان بیٹی تلسی جب گھریلو حالات کو اس سطح پر دیکھتی ہے تو اس کے جذبات واحساسات بھی منتشر رہتے ہیں۔ ناول میں تلسی کی خود کلامی معاشرے میں پھیلے ہوئے رسم ورواج کے عفریت کے سامنے ایک سوالیہ نشان بن جاتی ہے کہ گھر میں وہ اپنی ماں اور خالو کے تعلقات میں تلسی کے اپنے باپ کی خاموشی میں حیران کن تاثر رکھتی ہے۔ وہ سوچتی ہے جس طرح اس کی ماں اسکے باپ سے اچھا سلوک نہیں کرتی اور اس کے بجائے اپنے بہنوئی کے ساتھ زیادہ خوش رہتی ہے ٹھیک اس طرح اس کا بھی اپنے خالہ زاد سے کوئی جوڑ نہیں ہے اس کی محبت تو فیاض ہے۔ اور اس کے خالہ زاد کو شوہر بن جانے کے بعد بھی کوئی حق نہیں ہے کہ وہ اس کی محبت کا مستحق بنے۔ محمد حفیظ خان نے تلسی کے گھریلو ماحول کا نقشہ بہت ہی مہارت سے کھینچا ہے جس کو دیکھتے ہی

تلسی اور رادھی کا کردار اور ان کی سوچ کے در ہمارے سامنے واضح ہو جاتے ہیں۔ جوان بیٹی جب گھریلو حالات کو اس طرح دیکھتی ہے تو اس کے اپنے خیالات بھی منتشر ہو جاتے ہیں وہ سوچتی ہے۔

> "یہ کیسی منزل ہوتی ہے شادی شدہ زندگی میں ایک دوسرے کے لیے مرنے مارنے والے ایک دوسرے سے اکتائے ہوئے ایک دوسرے سے جان چھڑانے پھر رہے ہوتے ہیں۔ نئی نئی شادی کے بعد ایک دوسرے کی پرچھائی پر شک کرنے والے تو کیا اب پک پر بھی توجہ نہیں کرتے ایسے جیسے کوئی دیکھا ہی نہیں کچھ ہوا ہے نہیں کہ دونوں کے ہاں جسمانی تقاضوں کو پورا کرنے کی خواہش نہ رہتی ہوگی تبھی تو میرے ابا کو پیشانی پر بل ڈال کر چڑچڑے انداز میں دیکھنے والی ماں ایک غیر شخص کو محض دیکھنے پر کھکھلا اٹھتی ہے چہکنے لگتی ہے"۔(۱۲)

نفسیاتی اعتبار سے رادھی کا کردار ایسا کردار ہے جو Sexual disorder میں مبتلا ہوتی ہے جو اپنے شریک حیات سے مطمئن نہیں ہوتی جو چور دروازے سے اپنی جنسی خواہش کو پورا کرتی ہے۔ محمد حفیظ نے نہ صرف عورت کے نفسیاتی مسائل پر روشنی ڈالی ہے بلکہ اس کے پس منظر میں موجود اس کے عوامل کا بھی بغور مطالعہ کیا ہے تا کہ ناول میں کسی قسم کی کوئی الجھن باقی نہ رہے۔ ناول کا اہم کردار بیگم سلمیٰ بدرالدین کا بھی ہوتا ہے جو سیٹھ بدرالدین کی اکلوتی بیٹی جو شادی کے تین برس کے بعد ہی بیوہ ہو جاتی ہے اور ایک بیٹے کی ماں ہوتی ہے سماج کی بھلائی اور وقت گزارنے کے لیے سماج سیوا کے نام سے تنظیم قائم کرتی ہے جس کا مقصد محض اپنا وقت گزارنا اور اپنی جنسی خواہشات کی تکمیل ہوتا ہے اپنی دولت اور سیاست کے پردے میں وہ نیکی اور بھلائی کا وہ کھیل کھیلتی ہے جو ہائی کلاس طبقہ کا معاشرے میں آج کل نمایاں ہے جیل میں فیاض کو دیکھ کر اسے ضمانت پر رہا کرواتی ہے پہلے پہل جب اسے اپنے گھر سے لے جاتی ہے تو فیاض کو لگتا ہے کہ وہ نیکی اور بھلائی کے جذبے سے سرشار ہمت والی عورت ہے تو جلد ہی فیاض کو احساس ہوتا ہے کہ یہ دولت اور سیاست کے پیچھے جسمانی لذت حاصل کرنے کی ایک سازش ہے اور جب فیاض انکار کرتا ہے تو وہ ہسٹرائی انداز اختیار کرتی ہے۔

محمد حفیظ خان نے سلمیٰ بدرالدین کی کیفیت کو کچھ اس طرح سے بیان کیا ہے۔

> "تم کیا جانو ایک امیر کبیر اور سوسائٹی میں بلند سیاسی نام رکھنے والی عورت پر کیا گزرتی ہے خاص طور پر جب اس کے سر پر والدین جیسی چھت بھی نہ ہو کتنے کتے اس کے آگے پیچھے

پھرتے ہیں اس کا مال و اسباب اور سیاسی شناخت لوٹنے کے لیے کیا خیال ہے تمہارا کوئی نہیں پھر تا ہو گا میرے آگے پیچھے دانہ ڈالنے کے لیے دُم ہلانے کے لیے کیا کمی مجھ میں کیا نہیں ہے میرے پاس جس پر کوئی بھی عورت ہونے کا مان کر سکتی ہو میری جیسی عورتیں اپنی سیاسی اور خاندانی شناخت بچانے کے لیے ہمیشہ کند چھری سے ذبح ہوتی رہتی ہیں اور اس کے بدلے میں اپنی ایک چھوٹی سی خواہش بھی پوری نہیں کر سکتی وہ بھی جسم رکھتی ہیں جسم کے تقاضوں کا ادراک بھی رکھتی ہیں مگر وہ کسی ایسے مرد کو اپنے قریب نہیں پھٹکنے دیتی کہ جس پر شک کا شائبہ تک بھی کیا جا سکتا ہو اپنے آپ کو ہر سانس کے ساتھ قتل کرنے کے لیے انہیں تمہارے جیسے پلوں کی ضرورت رہتی ہے جو کہ ساتھ بھی لیٹے ہوئے ہوں تا کہ کوئی ایسا ویسا شک نہ کر سکے"۔(۱۳)

سلمی بدرالدین نفسیاتی اعتبار سے Sexual disorder کا شکار ہے جس میں تنہائی رونا بات نہ ماننے پر نقصان پہنچانا نفرت اور کراہت کے اظہار کے لیے تھوکنا کپڑے پھاڑنا وغیرہ شامل ہیں۔ جب فیاض اس کی بات ماننے کے لئے انکار کر دیتا ہے تو وہ ہسٹرائی انداز میں اس کے کپڑے پھاڑ دیتی ہے اس کے منہ پر تھوکتی ہے جان سے مارنے کی دھمکی دیتی ہے ۔ اور زور زور سے رونے لگتی ہے۔ بات نہ ماننے پر احساس برتری نے اسے جارحیت کا مظاہرہ کرنے پر مجبور کر دیا ہے ۔نفسیاتی طور پر اس کردار میں سادیت پسندی (Sadism) پیدا ہو گئی ہے ایسے کردار دوسروں کو تکلیف پہنچا کر خوش ہوتے ہیں۔ ایذا رسانی میں جسمانی تکلیف گالی گلوچ برا بھلا کہنا بدنام کرنا شامل ہیں۔ اپنے انتہائی درجے میں یہ انفرادی و اجتماعی قتل زنا بالجبر اور جنگ کی صورت اختیار کر سکتے ہیں۔ سادیت پسندی کی وجہ سے پیدا ہونے والے کردار نارمل سے منحرف کردار ہوتے ہیں۔ جب انسان تنہائی دکھ میں رہتا ہے تو اس کے اندر منفی خیالات پیدا ہونے لگتے ہیں۔ لاشعوری طور پر وہ معاشرے سے انتقام لینے کی کوشش کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ جائز و ناجائز طریقہ اختیار کر کے اپنے مقاصد حاصل کر سکے۔ اس کے لیے وہ اپنی شخصیت پر اچھائی کا نقاب چڑھا کر لوگوں سے ہمدردی یا محبت کا اظہار کرتا ہے اور در پردہ اپنے مقاصد حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے اس سلسلے میں ریمنڈ مورسن لکھتے ہیں۔

"انسان کبھی وحشت کے در پر بھی تھا تو دوسرے انسان کو اپنے شکم کی آگ بجھانے کے لیے استعمال کرتا تھا"۔(۱۴)

اس طرح ناول کے نسوانی کرداروں کے اس مختصر سے تجزیے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اس ناول میں جنسی اور جذباتی نفسیات کی عکاسی کی گئی ہے اس ناول کے کردار ذہنی الجھن اور سماجی دباؤ کا شکار ہیں۔ معاشرتی گھٹن، رسم ورواج اور توہم پرستی نے ان کے کرداروں پر منفی اثرات مرتب کئے ہیں۔ ناول کا ہر نسوانی کردار اپنے پس منظر کے ساتھ ذہنی کشمکش میں گھرا ہوا ہے ۔ محمد حفیظ خان نے عمدہ الفاظ اور زبردست قوت مشاہدہ سے نفسیاتی رویوں سے پیدا ہونے والے مسائل اور اثرات سے ناول میں حقیقی تاثر پیدا کیا ہے۔

حوالہ جات

۱. سلیم اختر، ڈاکٹر، افسانہ حقیقت سے علامت تک، لاہور، سنگ میل پبلیکیشنز، ۲۰۱۵ء، ص:۱

۲. دیوند راسر ، ادیب کی نفسیات شمولہ نئی تحریریں ، بیروت لوہاری دروازہ، مرتبہ قیوم ظفر، اردو بک سٹال، ۱۹۸۴ء، ص:۴۰

۳. منشایاد، یہ جو عورت ہے، ایک تاثر مشمولہ، اسلام آباد، انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اینڈ ریسرچ ملتان، مئی ۲۰۰۱ء، ص:۴۱

۴. محمد حفیظ خان، انواسی، لاہور، فائن پرنٹرز، ۲۰۱۹، ص:۸

۵. محمد حفیظ خان، ادھ ادھورے لوگ، لاہور، مکتبہ جدید، ۲۰۲۱، ص:۸۷

۶. ایضاً، ص:۱۲۵

۷. ایضاً، ص:۲۰۵

۸. ایضاً، ص:۹۳

۹. ممتاز شیریں، منٹو نوری نہ ناری، کراچی، شہرزاد، ۲۰۰۴ء، ص:۵۲

۱۰. محمد حفیظ خان، ادھ ادھورے لوگ، ص:۸۸، ۸۷

۱۱. سیگمنڈ فرائڈ، فرائڈ کے مضامین، (مترجم) ڈاکٹر ثوبیہ طاہر، لاہور، نگارشات، ۲۰۱۸ء، ص:۱۸۱

۱۲. محمد حفیظ خان، ادھ ادھورے لوگ، ص:۸۴، ۸۳

۱۳. ایضاً، ص:۲۴۳، ۲۴۲

۱۴. ریمنڈ مورس، عورت، مرد اور تاریخ (مترجم) ارشد رازی، لاہور نگارشات، ۲۰۱۸ء، ص:۱۲۱

References in Roman Script:

1. Saleem Akhtar, Dr,.Afsana Haqeqt Sy Alamat tak, Lahore, Sangemail Publication, p.1
2. Devendrasar, Adeeb ki Nafseyat, Mshmola Nayi Tahrerein, Martba, Qeyyum Zafer, Beurot Lohari drwaza , Urdu Book Stall,1984,p.40
3. Mansha Yad, Yhe Jo Aurt hay, Aik Tassur Mushmola, Multan, Institute of Policy and Reaseach, May,2001,Islamabad,p.41
4. Muhammad Hafeez Khan, Anvasi, Lahore, Fine printer,2019,p.8
5. Muhammad Hafeez Khan, Adh Adhore Log, Lahore, Maktabah Jadid, 2021,p.87
6. Ibid, p.125
7. Ibid, p.205
8. Ibid, p..93
9. Mumtaz Sheerin, Manto Noori Na Nari, Karachi, Sheirzad, 2004,p.52
10. Muhammad Hafeez Khan, Adh Adhore Log, Lahore, Maktabah Jadid, 202, p.87,88
11. Segmand Faraid, Faraid Ky Mazamin, (Mutarjam) Dr.Sobia Tahir, Lahore, Nigarshaat, 2018,p.181
12. Muhammad Hafeez Khan, Adh Adhore Log, Lahore, Maktabah Jadid, 2021,p.83.84
13. Muhammad Hafeez Khan, Adh Adhore Log, p.242,243
14. Remind Moras, Aurt Mard or Tarekh, (Mutrjm)Arshid Razi,, Lahore, Nigarshat, 2018,p.121